حضرت امام مسلمؒ

۲۰۶ھ تا ۲۶۱ھ

جناب عبدالرشید عراقی صاحب

نام و نسب نام مسلم بن حجاج، کنیت ابوالحسین، لقب عساکر الدین، ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ مقام پیدائش نیشاپور ہے، اور نیشاپور خراسان کا مشہور شہر ہے[1]۔

تحصیل علم امام صاحب نے جب ہوش سنبھالا تو ہر چہار جانب علمِ حدیث کا غلغلہ تھا اور آپ کے اپنا مولد و مسکن شہر نیشاپور کو اس زمانہ میں مرکزیت کا مقام حاصل تھا۔ وہاں آپ نے مشہور اساتذہ حدیث سے تعلیم حاصل کی۔ ان اساتذہ میں امام اسحاق بن راہویہ اور امام ذہلی قابلِ ذکر ہیں۔

سماعِ حدیث کے لیے سفر امام صاحب نے سماع حدیث کے لیے عراق، حجاز، شام، مصر اور بغداد کے سفر کئے۔ بغداد کئی بار جانے کا اتفاق ہوا۔ بغداد کے قیام میں آپ نے وہاں درسِ حدیث بھی دیا ہے۔ آخری سفر بغداد کا آپ نے ۲۵۹ھ میں کیا[2]۔

اساتذہ و شیوخ اساتذہ اور شیوخ کی تعداد گنانا مشکل اور تطویل الطائل ہے۔ تاہم آپ کے مشہور اساتذہ و شیوخ یہ ہیں:

عراق میں:- امام احمد بن حنبلؒ اور عبداللہ بن مسلمہ قعبنی

حجاز میں:- سعید بن منصور۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۱۶۵ [2] سیرۃ البخاری ص ۱۱۴

مصر میں :- عمرو بن سواد اور حرملہ بن یحییٰ

نیشاپور میں :- امام محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ[1]

اور یہ وہ اساتذہ ہیں جن پر امام مسلم کو ناز تھا ، اور سب سے زیادہ ناز آپ کو امام بخاریؒ پر تھا - اور امام مسلمؒ حضرت امام بخاریؒ کو " یا سیّد المحدثین " کہہ کر پکارا کرتے تھے - اس لیے امام دارقطنی فرماتے ہیں -

لولا البخاری لما جاء مسلم ولا راح ما ذکر

امام بخاریؒ کا فیض صحبت نہ ہوتا - تو امام مُسلمؒ کا کوئی نام نہ لیتا -[2]

تلامذہ تلامذہ کا سلسلہ دُور تک پھیلا ہوا ہے - مشہور تلامذہ یہ ہیں :-

ابوحاتم رازی ، ابوعیسٰی ترمذی ، ابوبکر بن خزیمہ ، یحییٰ بن ساعد ، ابوعوانہ ، آپ کے یہ تلامذہ اپنے وقت کے محدث اور ائمہ فن تھے -

اخلاق و عادات زُہد و تقویٰ پوری زندگی میں نہ کسی کی غیبت کی ، اور نہ ضرب و شتم کیا -[3] امام صاحب اپنے اساتذہ و شیوخ کا بے حد احترام کرتے تھے - خاص کر اپنے شیخ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کے تبحر علمی اور زہد و تقویٰ سے بے حد متاثر تھے - اور اپنے استاد کے خلاف کسی قسم کی بات سننا پسند نہیں کرتے تھے - جیسا کہ ایک واقعہ ہے کہ جب امام بخاری پر حاسدین نے خلق قرآن کا الزام لگایا ، اور امام ذہلی نے اپنی مجلس میں فرمایا -

الا من کان یقول بقول البخاری فی مسئلہ اللفظ بالقرآن فلا یحضر مجلسنا -

اس اعلان کو سن کر امام مسلم فوراً مجلس سے اٹھے اور ان سے مسموعہ روایات کے تمام مسودے ان کو واپس کر دیے اور امام ذہلی سے بالکلیہ روایت کرنا ترک کر دیا[4]

امام صاحب نہایت پاکیزہ ، خوددار اور انصاف پسند تھے -

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۳۵
[2] سیرۃ البخاری ص ۲۱۰
[3] تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۶۵
[4] البدایہ والنہایہ جلد ۱۱ ص ۲۳۴

امام صاحب کا مسلک امام مسلم کے مسلک کی تعیین میں بڑی دشواری ہے۔ علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری (م ۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

کہ امام مسلمؒ و ابن ماجہ کا مذہب معلوم نہیں ہے۔ چونکہ صحیح مسلم کے ابواب مؤلف نے بذاتِ خود قائم نہیں کئے ہیں۔ اس لیے اُن کے مذہب کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا[1]۔

السید نواب صدیق حسن رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:۔

کہ امام مسلم شافعی المسلک تھے[2]

اور صاحب کشف الظنون نے بھی آپ کو شافعی لکھا ہے[3]۔

تصنیفات الجامع الصحیح المسلم۔ مسند الکبیر الاسماء والکنی۔ جامع الکبیر۔ کتاب العلل۔ کتاب التمیز۔ کتاب الوحدان۔ کتاب الاقران۔ کتاب سوالات احمد۔ کتاب حدیث عمرو بن شعیب۔ کتاب الانتفاع باھب السباع۔ کتاب مشائخ مالک۔ کتاب الشوریٰ۔ شعبہ۔ کتاب من لیس لہٗ الارا و واحد۔ کتاب اولاد الصحابہ۔ کتاب اوہام المحدثین۔ کتاب الطبقات۔ کتاب افراد الشامیین۔ کتاب رواۃ الاعتبار[4]۔

الجامع الصحیح المسلم کا تعارف احادیث کے ذخیرہ میں سب سے پہلے امام بخاریؒ نے احادیث صحیحہ مرفوعہ کو الگ منتخب فرمایا۔ اور اپنی جامع الصحیح کو تیار کیا۔ اُس کو دیکھ کر امام مسلم کو بھی شوق ہوا کہ وہ بھی اسی انداز سے ایک جامع الصحیح تیار کریں۔ اس لیے کہ جب استاد نے ایک بہترین کام کیا تو استاد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے شاگرد کو بھی ایسا کرنا چاہیے۔ چنانچہ امام مسلم نے الجامع البخاری کی طرح الجامع الصحیح المسلم تصنیف کی۔

---

[1] فیض الباری جلد ۱ ص ۱۸۳

[2] الحطہ ص ۹۸

[3] محدثین عظام اور اُن کے علمی کارنامے۔ ص ۱۵۵

[4] مقدمہ فتح الملہم ص ۱۰۰

مسلم کی تصنیف کے سلسلہ میں مولانا تقی الدین ندوی فرماتے ہیں :۔

" امام بخاریؒ کے پیش نظر احادیثِ صحیحہ مرفوعہ کی تخریج اور فقہ و سیرت و تفسیر وغیرہ کا استنباط ہے ۔ اس لیے انہوں نے موقوف و معلق صحابہ و تابعین کے فتاوٰی وغیرہ بھی نقل کئے ہیں ۔ اس مقصد کے پیش نظر احادیث کے متون و طرق کے ٹکڑوں کو اپنی کتاب میں بکھیر دیا ہے اور امام مسلم کا مقصد اعظم فقط احادیث صحیحہ کو منتخب کرنا ہے ۔ وہ استنباط وغیرہ سے تعرض نہیں کرتے ۔ بلکہ یہ حدیث کے مختلف طرق کو حسنِ ترتیب سے یکجا ہی بیان کرتے ہیں ۔ جس سے متون کے اختلاف اور مختلف اسانید سے واقفیت حاصل ہوتی ہے ۔ اِس لیے احادیث منقطع وغیرہ کی تعداد شاذ و نادر ہے "[1]

تعداد روایات امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے تین لاکھ احادیث سے ایک مسند صحیح کا انتخاب کیا ہے[2] اور اگر اس سے مکررات حذف کر لی جائیں تو اُن کی تعداد چار ہزار رہ جاتی ہے[3]۔

زمانہ تصنیف امام صاحب نے اپنی یہ گرانقدر علمی کتاب پندرہ سال میں مکمل کی[4]

مقدمہ صحیح مسلم امام صاحب نے اپنی اس مایہ ناز کتاب (صحیح مسلم) کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے ۔

اس مقدمہ میں کیا ہے ؟ مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ) لکھتے ہیں :۔

" اس مقدمہ میں وجہ تالیف کے علاوہ فنِ روایت کے بہت سے فوائد اور اصول بیان کیے ہیں ۔ جیسے رواۃ کی تقسیم اور اُن کے مدارج متفاوتہ (جن میں نہایت دقیق فرق ہے) کی توضیح ، رواۃ میں واقعی اور سچی جرح ہو تو بلا تردد بیان کر دینا چاہیے ، اور بیان کرنا جائز ہے ۔ اِسناد دینی امر ہے ۔ اور روایت میں نہایت تشدد سے کام لینا چاہیے ۔ بلا تحقیق روایت لینے کی ممانعت ہے ۔ ضعفاء سے روایت میں بڑی احتیاط برتنی چاہیے ۔ معنعن روایت بشرط معاصرت راوی مروی عنہ مقبول ہے ۔ لقا

---

[1] محدثین عظام اور اُن کے علمی کارنامے ص ۱۵۷ ۔

[2] مقدمہ نووی ص ۱۳ [3] مقدمہ فتح ملہم

[4] مقدمہ نووی ۔

کا ثبوت شرط نہیں۔ روایت بالمعنی کی بحث، ان اصول کو امام مسلم نے نہایت مفصل اور مدلل بیان کیا ہے۔ اور بعض ان باتوں کا رد بھی کیا ہے جو اُن کے مسلک کے خلاف تھیں۔ یہ اصول مسائل چونکہ نہایت مہتم بالشان ہیں۔ اور ساتھ ہی اُس کے مقدمہ کی عبارت نہایت مغلق واقع ہوئی ہے۔ جس کا اِغلاق مشہور ہے۔ اس وجہ سے کہ امام مسلم نے بلا تہذیب و تحریر بطریق متقدمین بلا تکلف اپنے مقصود کا اظہار فرمایا ہے۔ تکرار حمل کا خیال مانع ہوا نہ ایجاد فعل کا لحاظ فرمایا۔ کہیں ابتداء بول کر جملہ معترضہ کی طویل عبارت کے بعد خبر لاتے ہیں، کہیں صلات اور متعلقات کی تقدیم تاخیر بے ڈھب ہے۔ غرض کیف ما اتفق اپنے مقاصد کا اظہار فرمایا ہے۔ اور بعض اصولی مسائل میں خلاف کیا ہے۔ اور اس کی مثال دینے میں بڑی طوالت سے کام لیا ہے[1]

صحاح ستہ میں صحیح مسلم کا مقام

صحاح ستہ میں صحیح مسلم کا کیا مقام ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں۔ کتاب اللہ العزیز کے بعد صحیحین بخاری و مسلم کا مرتبہ ہے اور امت نے ان دونوں کتابوں کی تلقی بالقبول کی ہے۔ البتہ صحیح بخاری اور دیگر فوائد و معارف کے لحاظ سے سب سے فائق و ممتاز ہے[2]۔

علامہ جزری فرماتے ہیں۔ یعنی صحیح بخاری کا امام مسلم کی کتاب پر من حیث المجموع راجح و مقدم ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف بڑے بڑے ناقدین فن نے بحث و غور و فکر کے بعد کیا ہے۔ پس اسی سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کے بعد دوسرے درجہ پر صحیح مسلم کو رکھا گیا ہے[3]۔

محی السنۃ والا جاہ حضرت نواب صدیق حسن خاں رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:-

"واقع است اجماع بر تلقی ایں ہر دو کتاب بالقبول والتسلیم زیرا کہ شخصیت مقدم اند بر ائمہ عصر خود و عصر ما بعد در معرفت علل و غوامض ایں"[4]

یعنی صحیح بخاری و مسلم کی صحت پر تلقی بالقبول اور تسلیم عام حاصل ہے۔ کیونکہ

---

[1] سیرۃ البخاری ص ۲۱۳ — [2] مقدمہ نووی ص ۱۴

[3] مقدمہ فتح الملہم ص ۹۶ — [4] اتحاف ص ۴۸

امام بخاری و امام مسلمؒ اپنے زمانے اور مابعد کے ائمہ پر احادیث کے علل اور اس کی باریکیوں کی معرفت و تمیز میں سب پر مقدم و فائق تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں :-

حسنِ ترتیب وغیرہ کے لحاظ سے اس کا مقام بہت بلند ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اسے صحیح بخاری پر بھی اچھالا ہے[1]

اس لیے کہ امام بخاری کی تبویب نہایت علمی اور دقیق ہے۔ بخلاف صحیح مسلم کے کہ اس کے ابواب میں ایک نوع کی سہولت و تیسیر ہے۔ امام بخاری استدلال کے لیے مختلف حدیثوں کو اتنے مختلف ابواب کے تحت لاتے ہیں کہ مناسبت کا معلوم کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ امام مسلمؒ ایسا نہیں کرتے، اُن کے ہاں ایک باب کے تحت حدیث کے تمام طرق آجاتے ہیں۔

صحیح مسلم کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس میں موقوفات کو استدلال کے لیے نہیں پیش کیا جاتا اور اگر کہیں موقوف کا تذکرہ کیا بھی ہے، تو اصالۃً نہیں بلکہ تبعاً۔

غرض یہ کہ حسنِ وضع، جودت ترتیب اور تناول و استفادہ کے اعتبار سے صحیح مسلم کو ترجیح حاصل ہے۔ اسی بناء پر دارقطنی کو اپنی تاریخ میں اس کا اقرار کرنا پڑا۔

لم یصنع احدٌ مثلہٗ

کہ اور کسی کو وضع و ترتیب کا یہ سلیقہ ارزانی نہیں ہوا۔

امام ابن حزم بھی انہیں وجوہ کے پیش نظر صحیح مسلم کی فضیلت کے قائل تھے۔

الجامع الصحیح المسلم کی شروح

صحیح مسلم پر بہت سی شروح وحواشی اور مستخرجات لکھے گئے ہیں۔ صاحبِ کشف الظنون نے اس کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔ مولانا عبدالسلامؒ مبارک پوری نے بھی صحیح مسلم کے شروح کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے[2]

ہم چند ایک مشہور شروح کا تذکرہ پیش کرتے ہیں :-

---

[1] فتح الملہم ص ۹۹

[2] سیرۃ البخاری ص ۴۱۵ تا ۴۲۱

۱۔ صحیح مسلم کی مشہور شرح امام نووی کی شرح ہے۔

اس شرح کا پورا نام المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج ہے۔ اور مصنف کا نام حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی (م ۶۷۶ھ) ہے۔

امام نووی اس شرح کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اگر لوگوں کی ہمتیں پست نہ ہوتیں تو میں اس شرح کو ایک سو جلدوں میں مکمل کرتا۔ لیکن تین جلدوں میں ختم کر دیا۔ اس شرح کے شروع میں ایک مقدمہ طالبین حدیث کے لیے نہایت مفید ہے[1]

۲۔ الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج۔ علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

ایک عمدہ شرح ہے۔ اس کا آغاز بحمد اللہ الذی سلک باصحاب الحدیث اوضح نہجۃ ہے۔ ابتدا میں چند فصلیں ہیں جن میں صحیح مسلم کے شروط، ان کی اصطلاحات اور کنیتوں والقاب و اسماء میں جو اشتباہ واضح ہو سکتا تھا۔ اس کا رفع کیا ہے۔ الفاظ غریبہ و اعراب مشکلہ کا حل، تناقضات کا رفع، اختلافات روایات کا بیان اور ابہام کا ایضاح، غرض استنباط مسائل کی ساری باتیں موجود ہیں[2]

۳۔ السراج الوہاج فی شرح مختصر صحیح مسلم بن الحجاج۔ از السید نواب صدیق خاں رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ)

یہ شرح دو جلدوں میں ہے۔ اور مسلم کی حامل متن شرح بحذف اسناد اور تبویب امام نووی کے بجائے شارح کی تبویب کے ساتھ[3]

۴۔ فتح الملہم فی شرح صحیح المسلم از مولانا شبیر احمد عثمانی (م ۱۳۶۹ھ) ۵ جلدیں۔ اس کی تین جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ افسوس کہ باقی کی تکمیل نہ ہو سکی[4]

---

[1] سیرۃ البخاری ص ۴۱۵ [2] ایضاً ص ۴۱۸

[3] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۴۳

[4] دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۱۵۵

متن کا حل اکثر و بیشتر شرح مسلم للنووی سے ماخوذ ہے۔ اور سند و اختلاف روایات سے متعلق مباحث فتح الباری وغیرہ سے لیے گئے ہیں[1]

۵۔ ترجمہ صحیح مسلم اُردو۔ از مولانا وحید الزمان (م ۱۳۳۸ھ)

اُردو میں شرح شاید ہی اس سے زیادہ کوئی اور مفصل شائع ہوئی ہو[2]

۶۔ ترجمہ انگریزی صحیح مسلم۔ از عبدالحمید صدیقیؒ مدیر ترجمان القرآن (م ۱۹۷۸ء)

عبدالحمید صدیقی مرحوم نے انگریزی میں صحیح مسلم کا مکمل ترجمہ و تشریح کی ہے۔ یہ مکمل ترجمہ و تشریح شیخ محمد اشرفؒ تاجر کتب لاہور نے شائع کیا ہے۔

ترجمہ انگریزی کے علاوہ اُردو میں بھی پروفیسر صاحب مرحوم نے ترجمہ و تشریح کی ہے — جو رحمان پبلشنگ کمپنی اچھرہ لاہور کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۶ مجلدات میں شائع ہو گا۔ اب تک اس کی دو جلد شائع ہو چکی ہیں۔

شروح مقدمہ صحیح مسلم امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کا جو مقدمہ لکھا ہے اس کے بھی شروح و حواشی علمائے کرام نے لکھے ہیں۔ چند ایک شروح و حواشی درج ذیل ہیں:

۱۔ البحر المواج۔ از استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ)

یہ طویل اور نہایت مفید شرح ہے۔ افسوس کہ ابھی تک طبع نہیں ہو سکی۔

۲۔ البحر الوہاج شرح مقدمہ الصحیح المسلم بن الحجاج۔ از علامہ شمس الحق ، (م ۱۳۲۹ھ)

یہ ایک علمی شرح ہے اور نہایت طویل شرح ہے۔ افسوس کہ یہ شرح بھی ابھی تک طبع نہیں ہو سکی[3]

۳۔ مقدمہ فتح الملہم۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنی شرح مسلم کے شروع میں ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ یہ ایک مطول مقدمہ ہے جس میں بعض مفید نقول مذکور ہیں[4] اور اس کے ساتھ علم حدیث کے اصول و ضوابط

---

[1] سیرۃ البخاری ص ۴۲۱

[2] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات۔ ص ۴۴

[3] سیرۃ البخاری ص ۴۱۴ و ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۴۳۔ [4] سیرۃ البخاری ص ۴۳۱

اور کتاب کی خصوصیات سے بحث کی ہے۔[1]

امام مسلم کی وفات امام صاحب کی پوری زندگی میں ان کی وفات کا واقعہ نہایت حیرت انگیز اور عبرت خیز ہے۔ خصوصاً اس سے امام صاحب کی علمی شیفتگی وانہماک کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ مجلس درس میں ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا۔ جو امام صاحب کو سوءِ اتفاق سے یاد نہ آئی۔ اور پھر گھر واپس آئے تو انہیں ایک خرمے کی تھیلی پیش کی گئی۔ حدیث کی تلاش وجستجو میں اس قدر محو ہوئے کہ چھوہارے آہستہ آہستہ سب کھا گئے اور حدیث بھی مل گئی۔ یہی امام صاحب کی موت کا سبب ہوا۔

امام صاحب کا انتقال ۵۵ برس کی عمر میں نیشاپور میں ہوا۔ اور نیشاپور کے قریب نصیر آباد میں دفن کیے گئے۔[2]

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

---

[1] محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے ص ۱۸۰

[2] ابن خلکان جلد ۲ ص ۱۳۶